بیعت کے بعد

چند اہم نصائح

مرتبہ

حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب مدنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیعت کے بعد

چند اہم نصائح

مؤلفہ

حضرت اقدس صُوفی **مُحمّد اقبؔال** صاحب (مدنی)

معاونت خصوصی برائے ترتیب وکمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب وکمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکـــتبہ اقبـالیہ

نور حراء پبلیشر

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

بیعت کے بعد چند اہم نصائح

حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہاں چند وہ باتیں لکھی جاتی ہیں جن کو اختیار کرنے سے بیعت کا اصل مقصد اور اس کا پورا نفع حاصل ہوتا ہے، ورنہ تو دخولِ سلسلہ کی محض برکت حاصل ہوتی ہے ترقی نہیں ہوتی۔

(۱) بیعت کے وقت حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ ''بیعت کچھ کرنے کے لئے ہوتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مکتب یا مدرسہ میں داخلہ کیلئے اپنا نام لکھوادیا جائے۔ اب داخلہ کے بعد اگر کوئی مدرسہ ہی نہ جائے یا کچھ پڑھے پڑھائے ہی نہیں تو ظاہر ہے کہ اُسے کیا آئے گا۔''

بیعت کے بعد اپنے شیخ کی صحبت، ملاقات یا حالتِ عذر میں خط و کتابت سے تعلق اور ان کے بتائے ہوئے معمولات کی پابندی، ترقی اور کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

(۲) اپنے شیخ کے متعلق ایسا یقین رکھے کہ دنیا میں اس کے علاوہ مجھ کو مقصود تک کوئی نہیں پہنچا سکتا گو اس زمانے میں دوسرے مشائخ بھی ہوں اور انہیں اوصافِ کاملہ سے متصف ہوں، مگر میرا منزلِ مقصود پر پہنچنا اسی ایک کی بدولت ہوگا، یعنی اپنے شیخ کو اپنے لئے سب سے انفع سمجھنا نہ کہ سب سے افضل۔ جیسا کہ ظاہری بدنی علاج میں کسی ایک طبیب کو معالج مقرر کیا جاتا ہے پھر دوا اور پرہیز وغیرہ میں صرف اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، اگر کوئی کبھی کسی کی دوا استعمال کرے اور کبھی دوسرے سے پوچھے تو ظاہر ہے کہ مریض کو شفاء مشکل ہے بلکہ بعض وقت مرض میں

پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور امراض قلبیہ چونکہ امراض خفیہ ہیں جو کہ بہت پیچیدہ اور باریک ہوتے ہیں لہٰذا اس میں مندرجہ بالا اصول کی زیادہ اہمیت ہے اسی چیز کو اصطلاح صوفیاء میں توحید مطلب کہتے ہیں جس کی تفصیل اور اہمیت کا بیان رسالہ ''ارشاد الملوک'' اور رسالہ ''فیضِ شیخ'' میں ملاحظہ کریں۔

(۳) ایک اہم مغالطہ

دین کے مختلف شعبے ہیں مثلاً تعلیم و تدریس، تبلیغ و تصنیف، معاشرت و سیاست وغیرہ ان میں مشغول حضرات کا انہیں شعبوں کے متعلق اپنے شیخ سے خط و کتابت یا ملاقات اور صحبت کا اپنی اصلاح کیلئے کافی سمجھنا اور اپنی اصلاح باطن سے غافل ہو جانا درست نہیں بلکہ ان حضرات کو اپنے تزکیہ کے سلسلہ میں ایک خصوصی تعلق اس لائن کا بھی ہونا چاہیئے جس سے شیخ کے علم میں بھی یہ بات واضح ہو جائے کہ اس شخص کو مجھ سے اس لائن کی طلب بھی ہے تاکہ وہ مرید کی اصلاح کی طرف متوجہ رہے چنانچہ خود حضرت شیخ الحدیثؒ کے پیر و مرشد حضرت کے استاذ بھی تھے اور حضرتؒ فرماتے تھے کہ میں اپنے حضرت کے درسِ حدیث میں بہت کُھل کر اشکالات کیا کرتا تھا لیکن ان کی مجلس میں ایسا ساکت و باادب بیٹھتا جیسے شیر کے سامنے بکری، اس چیز کو ربط بالشیخ کہتے ہیں۔ اس کا مفصل بیان بھی رسالہ ''فیضِ شیخ'' میں پڑھیں۔

(۴) نمبر ۳ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی اصلاح کے سلسلہ میں ایک اہم مغالطہ اُن حضرات کو بھی لگتا ہے جو اپنی باطنی اصلاح کے لئے صوفیاء کے اذکار و اشغال اور کثرتِ عبادت ہی کو اصل سمجھتے ہیں اور شیخ کے ذریعہ اپنی اصلاح سے غافل رہتے ہیں اور اپنے کو کلیۃً شیخ کے سپرد نہیں کرتے چاہے اپنے تجویز کردہ اذکار و معمولات کی اطلاع بھی شیخ کو کر دیتے ہوں۔ چونکہ یہ اعمال فی نفسہٖ بہت قیمتی بلکہ بعض تو مسنون ہوتے ہیں اور ان کو غلط کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اس لئے کوئی شیخ روکتا بھی نہیں لیکن شیخ اس کا منتظر رہتا ہے کہ کب یہ شخص اپنے آپ کو اپنی اصلاح کے لئے میرے سپرد کرتا ہے پھر بعض اوقات مشائخ بغرضِ علاج اذکارِ مسنونہ سے بھی وقتی طور پر منع

فرمادیتے ہیں کیونکہ سلوک میں اصل اصلاحِ باطن ہی ہے نہ کہ کثرتِ عبادت، عبادت تو بمنزلہ مقویات کے ہے اور شیخ کی تجویز کردہ تدابیر بمنزلہ دوا کے ہے اور مریض کو بسا اوقات مقویات سے نقصان ہوتا ہے کہ وہ مادہ فاسد (عجب، ریا وتکبر) ہی کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ایسی حالت میں دوا کی زیادہ ضرورت ہے اور تزکیہ کے بعد روحانی ترقی اور تعلق باللہ کی زیادتی کے لئے پھر وہی قیمتی غذاؤں یعنی کثرتِ عبادت واوراد اور دین کے دیگر شعبوں میں مشغولی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اپنے آپ کو بالکلیہ شیخ کے سپرد کرنے کا نام مرید ہونا ہے۔چنانچہ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کرسکتا گو عمر بھر مجاہدہ کرتا رہے۔

(۵) بیعت کے وقت شیخ سے حسن عقیدت ہوتی ہی ہے لیکن اس کی ہمیشہ حفاظت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایسی چیز سے پرہیز کریں جس سے حسن ظن میں فرق آتا ہو۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ شیخ کو جس مقام کا گمان کرے گا اسی مقام کا فیض حاصل ہوگا۔اگرچہ حقیقت میں شیخ کا کوئی مقام نہ ہو۔

؎ پیر من خس ست اعتقاد من بس ست

حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے طالبینِ خدا اسی حسن ظن کی وجہ سے ایسے مرتبہ پر فائز ہوگئے کہ مرشد بھی اس مقام پر نہیں پہنچے۔شیخ سے تعلق رکھنے میں ایک ضروری احتیاط یہ ہے کہ جب تک شیخ سے گہری محبت پیدا نہ ہوجائے اس وقت تک اس سے اپنا تعلق صرف پیری مریدی ہی کی لائن کا رکھے اور صرف اس لائن کے افعال واحوال سے سروکار رکھے۔باقی دوسری لائنوں کی اور ان کی خانگی باتوں سے بے تعلق، بے خبر رہنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ ان کا اپنی بشری حصہ ہے اور چاہے شیخ کتنا ہی بڑا ہو معصوم نہیں ہوتا لامحالہ ان کے درجہ کے لحاظ سے اس میں کچھ کدورتیں ہوسکتی ہیں اور اکثر باتیں گو واقعہ میں قابل اشکال نہ ہوں مگر مرید بدفہم اور کمزور محبت والے کے لئے بھی قابل اشکال ہوں گی اور جب آدمی اپنی توجہ کو ان کی طرف چلائے گا تو

بسااوقات اعتراض پیدا ہوگا جو بُعد اور محرومی کا باعث بن جائے گا۔

(۶) آج کل فتنوں کا زور ہے اور چونکہ عقائد کا مسئلہ بہت ہی اہم ہے اور طبائع میں آزادی آگئی ہے اور تقلید اور اتباع سلف صالحین میں مزاجاً کمزوری آگئی ہے اس لئے جو لوگ اپنے آپ کو اہل حق کی طرف منسوب کرتے ہیں ان میں آئے دن کوئی نہ کوئی نیا خیال اور نئے عقیدے ظاہر ہوتے رہتے ہیں جن کو لوگ قبول کرتے رہتے ہیں مثلاً حیات النبی ﷺ کا انکار، یزید کی مدح سرائی میں مبالغہ اور مدح سرائی کی دعوت اور صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینیاں وغیرہ۔ اس لئے ہمارے سلسلے میں بیعت ہونے والوں کے لئے یہ بات بہت اہم ہے کہ ہر بات میں اپنے اکابر حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارنپوریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کا مسلک معلوم کر کے اسی پر قائم رہے۔

(۷) اس راستہ میں انقیاد کی بہت ضرورت ہے کہ فیوض انعامات الٰہیہ کا واسطہ شیخ ہے اس میں مرید کا ذرا سا بھی عدم انقیاد اور صورت اعتراض انعام و اکرام کے منقطع ہو جانے کا باعث بن جاتا ہے اور انقیاد شیخ افتقاری محبت سے پیدا ہوتا ہے یعنی ایسی محبت جس سے محبوب کی طرف افتقار اور احتیاج قلب میں پائی جاتی ہو۔ ایسی ہی محبت کے لوازمات میں سے انقیاد ہے۔ مندرجہ بالا باتوں کو اختصار کے ساتھ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

؎ چار چیزیں لازمی ہیں استفادہ کے لئے اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

اور ہمارے سلسلہ کا فیض عام طور پر بطریق جذب حاصل ہوتا ہے نہ کہ بطریق سلوک، اور جذب کے لئے شیخ سے ایسی ہی محبت اور اس کے رنگ میں رنگے جانے کی ضرورت ہے جس کے اعلیٰ درجہ کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

(۸) عوارف المعارف میں ہے کہ آداب مریدین کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ مرید اپنے روحانی واقعات اور کشف پر شیخ سے رجوع کئے بغیر اعتماد نہ کرے کیونکہ شیخ کا علم اس سے زیادہ وسیع ہے اور اسکا دروازہ خدا کی طرف اُس سے زیادہ کشادہ ہے اگر مرید پر خدا کی جانب سے

روحانی واردات نازل ہوں تو شیخ اسکی موافقت کرے گا اور اسے جاری رکھے گا کیونکہ خدا کی جانب کی کسی چیز میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی شک وشبہ ہو تو شیخ کے ذریعہ اس کا ازالہ ہوسکتا ہے، اسی طریقہ سے مرید کو روحانی واردات اور کشف کے بارے میں صحیح علم ہوسکتا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ روحانی واقعہ میں خلط ملط ہوجائے خواہ ایسا واقعہ خواب میں پیش آئے یا بیداری میں، تاہم یہ ایک عجیب وغریب راز ہے کہ مرید اس پوشیدہ ونفسانی جذبہ کی خود بخود بیخ کنی نہیں کرسکتا۔

اس لئے جب وہ شیخ محترم سے اس کا تذکرہ کرتا ہے تو وہ مرید کی پوشیدہ نفسانی خواہش کو معلوم کرلیتا ہے۔ اگر اس کا تعلق حق تعالیٰ سے ہوگا تو شیخ کے ذریعہ اس کا ثبوت مل سکتا ہے۔ اور اگر اس واقعہ کا پوشیدہ نفسانی خواہش سے تعلق ہوگا تو اس کا ازالہ ہوکر مرید کا باطن صاف ہوجائے گا اور اس کا بوجھ شیخ اٹھالے گا۔ کیونکہ شیخ کی روحانی حالت مستحکم ہے اور نہ صرف بارگاہ الٰہی میں اس کی باریابی صحیح ہے بلکہ معرفتِ خداوندی میں اسے کمال حاصل ہے۔

عوارف میں ہے کہ:

''مرید کو یہ بات اچھی طرح سمجھنا چاہئیے کہ صرف شیخ ہی اس کی اصلاح وتلقین کا ذمہ دار ہے۔ اگر مرید کسی اور کی طرف بھی نظریں جمائے رکھے گا تو وہ شیخ کی صحبت سے زیادہ مستفید نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ مرید کا باطن شیخ کے روحانی فیض کو حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حصول فیض کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ شیخ کے کمالات اور فضیلت کا معتقد ہوکر اس سے روحانی الفت اور محبت کا تعلق قائم کرے، جس قدر یہ تعلق زیادہ ہوگا اسی قدر وہ زیادہ روحانی فیض حاصل کرسکے گا.........''۔

مندرجہ بالا ہدایات اور اس قسم کی باتیں عام طور پر مشائخ کی طرف سے بیان نہیں ہوتیں جس کی وجہ ان کی حقیقی تواضع اور حیاء ہے اور اس کا مفصل بیان ''رسالہ فیضِ شیخ'' اور ''اکابر کا احسان وسلوک'' میں ملاحظہ کریں۔ کتاب ''اکابر کا احسان وسلوک'' کو پڑھتے رہنے کی ہدایت تو

حضرت شیخ الحدیثؒ کے پرچہ معمولات کے ۱۱نمبر میں بھی ہے،وہاں اس رسالہ کا پہلا نام ''مضامینِ تصوف'' لکھا گیا ہے۔توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت شیخؒ کی ایک نصیحت

''میری ایک نصیحت ہمیشہ اپنے دوستوں کو رہتی ہے اور خود بھی اس پر عمل کی ہمیشہ سے کوشش کرتا ہوں کہ دین کے شعبے تو بہت ہیں اور سب پر ہر ایک پر (بدرجہ کمال) عمل بہت مشکل ہے۔محدّث ہونا،فقیہ ہونا، مجاہد ہونا،صاحب تقویٰ ہونا،صاحب ورع ہونا،نوافل کی کثرت کرنا،روزہ کی کثرت کرنا وغیرہ وغیرہ۔لیکن ان میں سے کاملین کے ساتھ اگر کوئی شخص محبت پیدا کر لے تو'' ألمرء مع من أحب'' کے قاعدے سے انشاءاللہ سارے ہی دین کے اجزاء سے حصہ وافر ملے گا۔''

دین کے مختلف شعبہ جات کے کاملین سے محبت رکھنے کی جو نصیحت فرمائی گئی ہے اور اس کا جو نفع بیان ہوا۔یہی بات مختلف مشائخ سلوک سے محبت رکھنے میں بھی حاصل ہوگی۔

چنانچہ ہمارے اکابر کو چاروں سلسلوں میں بیعت کی اجازت ہے اور چاروں سلسلوں میں بیعت فرمانے کا معمول ہے۔تاکہ تمام سلسلوں کے مشائخ سے ایک قسم کا رابطہ ہوکر سب کے فیوض وبرکات حاصل کرے۔اس لئے طالب کو چاہئے کہ سب کا احترام رکھے اور تمام مشائخ کی عظمت کرے مگر چونکہ اتباع میں توحید مطلب سلوک کا ایک اہم رکن ہے لہٰذا اپنی تربیت کے امور میں اتباع صرف اپنے ہی شیخ کا ہونا ضروری ہے۔

ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انك علىٰ كل شيءٍ قدير وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعين برحمتك ياارحم الراحمين

☆......☆......☆